سوال

(52)حدیث :اِن اللہ خلق سبعین اَرضین فی کل اَرض کی توضیح

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

فتاویٰ نذیریہ میں بحوالہ مستدرک حاکم وابن جریر حدیث مرقوم ہے۔ اِن اللہ خلق سبعین اَرضین فی کل اَرض کآدمکم ونوح کنوحکم واِبراہیم کاِبراہیمکم وعیسی کعیسکم ونبی کنبیکم (الولید بن عبداللہ بن جمیع الزہری الوکوفی کے بارے میں اقوال ائمہ جرح وتعدیل اورمزید تفصیلات کےلیے درج کتابوں کی طرف رجوع کرنا مناسب ہوگا

1۔التاریخ الکبیر للبخاری (2511)8/146-147)

2-التہذیب 11/138-130.

3-تقریب التہذیب ص :37.

4-الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم الرازی 9/8.

5-معرفۃ الثقات للعجلی (1934)2/342.

6-لسان المیزان 4/337.

7-میزان الاعتدال (9362)4/337.

8-الکاشف للذہبی (6180)3/210.

9-الثقات لابن حبان 5/492.

10-کتاب المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین 3/78/79-11الخلاصۃ ص :416.)

اس حدیث میں مشبہ بہ آدم ونوح وابراہیم وعیسی ونبی آخرالزمان کے حالات تومعلوم ہیں ،لیکن مشبہ کے حالات وتشریحات معلوم نہیں ہوئے ، سات زمین کواللہ تعالیٰ نے پیدا کیااس نے سات طبق زمینوں کی پیدائش مراد ہے ، یااس دنیا کے سات براعظم وملک مراد ہیں ، جوکتب جغرافیہ سے معلوم ومشہور ہیں ، سات زمین اورسات آسمانوں کی پیدائش توقرآن پاک سےثابت ہے لیکن اس حدیث سے مشبہ کے حالات ظاہر نہیں ہوئے شروح وکتب محققین کے حوالہ سے واضح کردیجئے تاکہ حدیث مذکورہ کا مفہوم صاف صاف ذہن نشین ہوجائے ؟

سائل :تاچیر ہیج مداں عبدالعزیزمدرس ساکن موضع سئی جوگھا ڈاکخانہ کٹرہ بازار ضلع گونڈہ ، مورخہ 9 فروری 1945ء

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

قرآن سے صرف اس قدرثابت ہے کہ سات آسمانوں کی طرح سات زمینیں بھی ہیں اوراسی قدر حدیث صحیح مرفوع سے بھی ثابت ہے۔ ہمارےلیے صرف اسی قدرپرایمان رکھنا ضروری اورلازم ہے ساتوں آسمانوں کی خبر تفصیلات کی طرح ساتوں زمینوں کی تفصیلی کیفیت کسی صحیح مرفوع حدیث سےثابت نہیں۔ عبداللہ بن عباس کی یہ حدیث موقوف ہے جوغیر مشاہداور غیر محسوس چیز کے بارے میں کافی نہیں ہوسکتی پس اس پرایمان لانا کچھ لازمی نہیں تفصیل اور بسط دلیل الطالب میں دیکھئے، ہاں سات زمینوں سے سات براعظم وملک مرادلینا درست نہیں ہے، کیوں کہ اگر یہ مراد ہوتوزمین کوسات آسمان کی طرح بتانے کا کوئی مطلب نہیں ہوگا فافہم وتامل۔

کتبہ عبیداللہ المبارکفوری الرحمانی المدرس بمدرسة بمدرسة دارالحدیث الرحمانیہ بدہلی۔

خواجہ حسن نظامی اورقیامت!

یہ امر ایک حدتک تمام مسلمانوں کے قلب میں جما ہواہے کہ قیامت کادن بہت قریب ہے، خواہ وہ اس کے مطابق عمل کریں یانہ کریں، لیکن بے ساختہ لوگوں کی زبانوں سے نکل جاتاہے کہ یہ زمانہ قریب قیامت کا ہے، جب کوئی بڑی بات کوئی بڑاحادثہ ہوتاہے تواس وقت یہ آواززیادہ سنائی دیتی ہے۔ زلزلہ قحط یاکسی اعجوبہ کاظہوریاجنگ عظیم!! یہ سب اس کی تازہ کرنے والی چیزیں ہیں جنگ طرابلس کے بعد بلقان کی جنگ نے اس کوذرازیادہ بڑھایا۔ اب عالمگیر جنگ نے تویقین دلایا دیاکہ بس اب عنقریب وہ باتیں ظہور میں آنے والی ہیں جوقیامت قائم ہونے کی پہلی علامت قرردی گئی ہیں۔ خواجہ حسن نظامی کانام عنوان مضمون میں اس واسطے دیاگیاکہ جنگ طرابلس کے وقت سے انہوں نے خواب اورپیشین گوئیوں کوملاکر کرپانچ یاچھ رسالے اس باب میں چھاپ ڈالے، چونکہ مسلمانوں کے قلوب بعض اسلامی ممالک کے نکل جانے سے ایک گونہ بے چین ہورہےتھے، وہ رسالے ہاتھوں ہاتھ لیے اورہزاروں کے تعداد میں بکے، رسالہ سنوسی وغیرہ میں زیادہ ترمداران کے خواب پرہے، لیکن اسی سلسلہ میں ایک رسالہ کتاب الامر کےنام سے شائع کیاہے، جس میں سب سے زیادہ خرابی جوہے وہ یہ ہے کہ حدیثوں میں قیامت کے علامتیں جودخان وغیرہ میں مذکورہیں، ان کی ایسی تاویلیں کی ہے کہ الامان! غالبا اس سے بڑھ کرتاویل القول بمالایرضی قائلہ کی مثل ملنی مشکل ہے مثلا: علامات قیامت سے ایک علامت دخانی بیان کی گئی ہے، اس کی تاویل انہوں نے تماکو سے کی ہے، اوروہ بھی نوشیدنی اورخوردنی دونوں لیکر اس سے عمومیت اورکثرت ثابت کی ہے، یہ ایسی تاَولیں ہیں کہ اس سے اہل حدیث کی خواہ نخواہ ایک طرح کی تشویش پیدا ہوتی ہے، اس لیے کہ یہ تاویل ''ویلحدون فی آیاتنا،، (ہماری آیتوں اورنشانیوں میں کجی اختیار کرتے ہیں) کی مصداق یہ کہتاہے کہ کہ جس بات پرآثار دلالت کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ اس امت کی مدت ایک ہزارسال سے زیادہ ہوگی، لیکن وہ زیادتی پانچ سے سوسے آگے نہ پڑھے گی (غرض کہ 150 میں قیامت قائم ہوگی)، آج ہم دیکھتے ہیں کہ امام سیوطی کا یہ دعوی بھی غلط ہوگیا کیونکہ امام صاحب نےاپنے زمانہ میں (جو898ھ کازمانہ ہے) ایک ہزاررسنہ میں قیامت آنے کواسی لیے باطل فرمایا تھاکہ طلوع شمس ازمغرب وخروج دجال وظہورمہدی ونزول عیسیٰ علیہما السلام وجملہ علامات قیامت کےلیے دوسوبرس کازمانہ چاہیے، اورخروج دجال کاوقت اخیر صدی ہے۔ پس اس حساب سے ابھی دوبرس زائدہوجاتے ہیں اور مجموعہ اوقات ہزار سے بڑھ جاتاہے اورایک ہزارسال میں صرف ایک سومال باقی ہے۔ پس یہ کہنا کہ ایک ہزار کے خاتمے پرقیامت ہوگی غلط ہوگیا۔ انتہی۔

لیکن میں عرض کرتاہوں کہ امام سیوطی کی اسی تقریر سے ان کا دعویٰ بھی باطل ہوجاتاہے کیونکہ دجال کاخروج اخیر صدی ہے۔ اورجملہ علامات کےلیے دوسوبرس کازمانہ چاہیے پس 1400 کے خاتمہ میں دجال کاخروج ہے اوردوسوبرس اس کے بعد چاہیے، پس مجموعہ ایک ہزارچھ سوبرس ہوجاتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ جس بات کو اللہ پاک نے اس طرح مخفی رکھا ہے، کہ اپنے رسول تک کو نہ بتایا مقربین فرشتوں کو بھی نہ بتایا۔ تمام مقربین بندوں کے بارے میں ''ومایشعرون أیان یبعثون،، یعنی ''ان بندوں کو یہ خبر بھی نہیں کہ ہم کب اٹھائے جائیں گے،، اور فرمایا: ''فیم انت من ذکرھا الی ربک منتھاھا،، اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرئیل کے جواب میں ''مالمسؤل عنھا بأعلم من السائل ،لایعلمھا إلااللہ تعالی،، (مشکوۃ) ان شاء اللہ آئندہ ہم نے اس کو مفصل بیان کریں گے اور ایک ایک تاویل کو جوانہوں نے علامات قیامت میں کی ہے دکھائیں گے۔ فانتظروہ

تاریخوں کے دیکھنے سے برابر نہایت واضح ہوجاتا ہے کہ زمانہ میں کوئی ہائلہ واقع پش آیا ہے۔ توحدیثوں کی پیشگوئیوں کی طرف لوگوں کی توجہ ہوجاتی ہے۔ اسلام میں جب تاتاریوں کا فتنہ ہوا۔ اس کو لوگوں نے یاجوج ماجوج سے تاویل کی اور یقین ہوگیا کہ بس اب سد سکندری ٹوٹ گئی اور ''فإذا جاء وعدربی جعلہ دکاء وکان وعدربی حقا،، کازمانہ آگیا۔ اسی طرح جب جب کوئی زلزلہ شدید یا قحط شید آیا تو اسی طرح کا گمان ہوااور ہونا بھی چاہیے۔ کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ ابروباد کا سامان بھگرا گھبرائے اٹھتے جیسا کہ حضرت عائشہ کی روایت اس باب میں صریح موجود ہے۔

امام سیوطی کے زمانے میں جو 898ھ کا زمانہ تھا، ایک مفتی صاحب نے ایک موضوع مگر لوگوں میں شہرت یافتہ حدیث کی بناء پر، یہ فتویٰ دیا کہ 1000 میں امام مہدی آخرالزمان صاحب الامر اور دجال کا ظہور ہوگا، اور عیسیٰ آسمان سے اتریں گے، اور نفخ صور وغیرہ علامات قیامت ظاہر ہوجائیں گے۔

وہ حدیث موضوع یہ ہے: إن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لایمکث فی قبرہ ألف سنۃ،، یعنی نبی ﷺ اپنی قبر میں ہزار سال تک نہ رہیں گے،، امام سیوطی پر جب یہ فتویٰ پش کیا گیا، تو بہت ناخوش ہوئے اور فرمایا کہ: بالکل غلط ہے اور یہ حدیث موضوع ہے۔ اور درحقیقت تھی بھی غلط لیکن امام صاحب نے اپنی وسعت نظر اور وسیع معلومات کی بناء پر جو فتویٰ دیا وہ بھی اس زمانہ میں آکر غلط غلط ہوگیا۔ امام صاحب نے یہ دعویٰ کیا: ''قاقول أولا: الذی دلت علیہ الآثار، أن مدۃ ہذہ الأمۃ تزید علی ألف سنۃ، ولایبلغ الزیادۃ خمسۃ مائۃ،، یعنی اس دعوی کو غلط ٹھرانے کے بعد میں پہلی بات آثار اور اقوال صحابہ اور اسرائیلی ہے ہم کیونکر جان سکتے ہیں۔ حقیقت امر یہ ہے کہ بہت سی باتوں اور زمانہ بتادیتا ہے کہ یہ غلط ہے جیسے معلوم نہیں کہ منعقد میں کیا سمجھتے ہوں گے۔

پس ہمیں قیامت کا علم اسی کے حوالہ کرنا چاہیے جس نے فرمایا ہے: ''لایجلیھا لوقتھا الا ھو،، یعنی ''قیامت کو اپنے وقت پر وہی ظاہر کرے گا،، اور فرمایا: ''واجل مسمی عندہ،، وقت مقرر اس کے پاس ہے،، یعنی: اس کا علم کسی کو نہیں ہے۔ معلوم نہیں کہ ابھی دنیا کب تک قائم رہے گی؟ اور کیا کیا رنگ بدلے گی اور کون کون سے نوابنج اپنے اپنے وقت پر آکر نوا سنجی کریں گے؟ اور کون کون صاحب حکومت اپنی اپنی فرعونیت دکھلائیں گے؟۔

امام صاحب نے اپنے رسالہ کا نام تو بہت صحیح فرمایا الکشف عن مجاوزۃ ھذا الامۃ الف لیکن دعوی غلط فرمایا: ''إن مدۃ ہذہ، الأمۃ تزید علی الألف، ولایبلغ الزیادۃ خمسمائۃ،، شائد امام صاحب کی یہ غرض ہو کہ آثار خواہ ضعیفہ ہوں یا کسی قسم کے وہ دلالت کرتے ہیں کہ یہ امت پندرہ سو برس سے آگے نہ بڑھے گی، خود امام صاحب کا یہ دعویٰ نہ ہو۔

بہرحال ساری بحث اور مرورزمانہ سے یہی پتہ چلتا ہے، کہ نص قرآنی اور صحیح حدیثوں کے مقابلے میں آثار ضعیفہ بالکل بیکار ہوجاتے ہیں۔ صحیح حدیث اور قرآن نے صاف صاف فرمادیا تھا کہ قیامت کا وقت اس امت کی عمر کوئی نہیں جانتا، لیکن آثار ضعیفہ سے معلوم ہوا کہ دنیا کی عمر سات ہزار برس ہے، اور رسول اللہ ﷺ ساتویں ہزار کے تھوڑا قبل دنیا میں تشریف لائے، لیکن مرورزمانہ نے اس ضعیف نہیں بلکہ موضوع اثر کو غلط کردیا، اور یہ قاعدہ مسلم رہا کہ نقل صحیح عقل صریح کے مخالف نہیں۔

عبدالسلام مبارکپوری (اہل حدیث امرتسر 16 جمادی الاول 1333 2 اپریل 1915ء)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 147

محدث فتویٰ